قرآن میں نقطے اور حرکات

ڈاکٹر محمود رامیاد

صحابہ کرامؓ مصحف کریم کو کس طرح لکھتے تھے؟ مشہور بات ہے کہ ان کی تحریر نقطے اور ہر طرح کی علامت سے خالی تھی۔ اس میں نہ نقطہ تھا، نہ زیر زبر یا پیش----اور اس سے بڑھ کر الفاظ میں حروف علتہ (الف، واؤ، یاء) بھی نہیں لکھے گئے کہ اس کی کچھ مثالیں یہاں دیکھی جاسکتی ہیں:

"قل" کے معنی کہو اور "قال" کے معنی ہیں کہا یہ دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا تھا۔ طب کی قرائت، طاب کے ساتھ ہوتی۔ "کتب" اسم و فعل، مفرد و جمع، معلوم و مجہول میں مشترک تھی۔ وہ "مسلمات" کو "مسلمت" اور "کافرون" کو "کفرن" لکھتے۔ "رجل" ایک مرد کے معنی میں بھی اور "رجال" یعنی کئی مرد کے طور پر بھی پڑھا جاتا۔ مزید یہ کہ اس خط میں نقطے نہیں تھے، نتیجہ یہ کہ اس کا پڑھنا زیادہ مشکل اور پیچیدہ تھا۔

غور کیا جائے تو کم زبانیں ہوں گی جن کا عربی کی مانند صحیح پڑھنا، بولنا اور سمجھنا اعراب سے وابستہ ہے۔ عربی میں اگر ایک زیر یا زبر میں غلطی ہو جائے (جیسا کہ ابوالاسود کی داستان میں آئے گا) تو ایک جملے کے معنی الٹ کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہی ایک زیر یا زبر کفر اور ایمان کے درمیان حد فاصل بن جاتی ہے۔

سالہا سال تک قرآن ہاتھوں ہاتھ آگے بڑھتا رہا اور سرمایہ زبان و اطمینان اور مسلمانوں کے دلوں کا مونس بنا رہا۔ اس کے باوجود کہ اس میں نقطے یا زیر و زبر موجود نہیں تھے، عربوں کو ان کے دو بنیادی اور حقیقی اوصاف نے اس سے مشکل سے چھٹکارا دیا۔ ایک ان کا ذوق سلیم اور دوسرا ان کا قوی حافظہ تھا۔

غیروں سے راہ و رسم بڑھانے سے پہلے ان کی یہ دونوں صفات ان کو غلطیوں سے دور رکھتی تھیں۔ بدوی عرب فصیح زبان میں کلام کرتا اور اس کو شعر و خطابت سے انس اور الفت تھی۔ وہ اپنے تمام وجود سے قرآن کی فصاحت اور بلاغت کا ادراک کرتا' قرآن کی ہر آیت کی تلاوت اس کے دل پر نقش اور اس کے ذہن پر اثر انداز ہوتی۔ وہ دل و جان سے کلام الٰہی کا شیفتہ اور دلدادہ تھا اور اس پر سچائی سے ایمان رکھتا تھا۔ یہ ''امی'' لوگ تھے جو زندگی کی ہر چیز کو اپنے حافظے کے سپرد کرتے اور اسی سے واپس حاصل کرتے۔ لکھا ہوا قرآن ان کے لئے یاد دہانی اور ذکر کا درجہ رکھتا تھا۔ وہ اس کے لفظ لفظ سے مانوس تھے' اس کا حرف حرف پہچانتے تھے اور کوئی شب ایسی نہ گذرتی کہ ایک مسلمان اس کا کچھ حصہ نہ پڑھتا ہو۔ نیز کوئی دن نہ گذرتا کہ جس میں مسلمان کلام خدا سے کچھ آیات زبان پر نہ لاتے ہوں۔ پھر تلاوت حفظ اور آیات قرآنی سے تمسک کا سلسلہ یہاں تک بڑھا کہ بعض لوگ اپنی روزمرہ کی گفتگو کو بھی آیات قرآن سے زینت بخشتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اپنا مدعا و مطلب آسمانی آیات کے ذریعے بیان کرتے۔

اس لئے شروع میں نقطوں اور زیر و زبر کی ضرورت کا کوئی خاص احساس نہیں ہوا۔ زبان پر ان کی گرفت اور اس پر کامل احاطہ اس کا سبب بنا کر صدیوں بعد آج بھی ایسے علماء ہیں جو زیر و زبر کی مدد سے تلاوت کو اپنی اہانت سمجھتے ہیں اور بجز خاص مواقع کے اس سے استفادہ نہیں کرتے۔

مگر دنیائے اسلام صرف عرب تک محدود نہیں رہی کیونکہ مختلف ملتوں اور قوموں کے لوگ اور آزادی و خدا شناسی کے دلدادہ انسان گروہ در گروہ اس طرف آتے گئے۔ اسلام کے آغاز سے ہی ایرانی و قبطی' ارمنی و آرامی' ترک و تاجک اس سرچشمہ فیض اور سعادت کے ازلی منبع کی طرف رخ کرنے لگے۔ یہ عرب نہیں تھے بلکہ غیر یعنی عجم شمار ہوتے تھے۔ ممکن ہے عربی زبان سے قطعی آشنا نہ ہوں اور ساری عمر عربی کا ایک لفظ بھی نہ سنا ہو۔ مگر قرآن' نماز اور دعائیں پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے تھے اور ان کے لئے ضروری تھا کہ قرآن پڑھنا سیکھیں۔ اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ غیر عرب کیلئے یہ کام کس قدر محنت طلب تھا۔ وہ بھی نامانوس رسم الخط اور بغیر نقطوں اور زیر و زبر کے!

یہی وجہ تھی کہ پڑھنے میں لغزش کا امکان بہت تھا اور غلطیاں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ اب کیا معلوم کہ یہ لغزشیں شروع ہی سے ہوں کہ جن کو حضرت عثمانؓ نے 'لحن' سے تعبیر کیا اور کہا ''جو لحن اس میں موجود ہے اس کی عرب خود ہی اصلاح کر لیں گے'' اس بات کو حضرت عمر سے بھی منسوب کیا گیا ہے یا پھر بی بی عائشہؓ سے جو اس کو کاتبوں کی غلطی شمار کرتی ہیں۔ (۱)

اسلام کے حیرت انگیز طور سے چار اطراف میں پھیلنے سے اس بات میں زیادہ مسائل پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک عرب اور عجم کی آمیزش تھی جس کے نتیجے میں عربی زبان میں کمی بیشی کے امکانات پیدا ہوئے اور فصحائے عرب کی زبان میں بھی لغزش اور لحن کی صورت پیدا ہو گئی۔

جو لوگ اپنی زبان کی رسائی اور گویائی کے سخت پابند تھے' ان کے لئے تلفظ اور گفتگو میں لغزش ایسا گناہ شمار ہوتا جو بخشا نہ جائے۔ پھر اگر ایسی لغزش خدائی اور آسمانی کلام میں ہو تو یہ ناقابل معافی گناہ سمجھا جاتا تھا اور یہ بات اپنے سارے مضمرات کے ساتھ عیاں تھی۔

غیر لوگ جو اس زبان اور خط سے ناآشنا تھے۔ وہ عربی زبان کی طرف آئے وہ اس کا سبب بنے اور مجبوری لغزش سے دوچار ہوئے۔ مزید برآں خود عربوں کے مختلف قبائل مختلف لہجے اور تلفظ کے حامل تھے اور وہ ایک دوسرے سے بہت اختلاف رکھتے تھے۔ چنانچہ مختلف نوعیت کے اختلافات ساتھ ساتھ چلتے رہے اور جیسا کہ کہا گیا "ملاحن اور تصحیفات" در پیش ہوئیں۔

ابو احمد عسکری نے کہا۔ قرآن کو چالیس سال سے کچھ اوپر (عبدالملک کی خلافت تک) مصحف عثمانؓ سے پڑھتے رہے۔ اس دوران بہت سی تصحیفات (لکھنے پڑھنے میں غلطیاں) ہوئیں اور عراق میں پھیل گئیں۔ (۲) ممکن ہے اس سے مراد قرآن کے بعض الفاظ اور حروف میں قرائت کی لغزش اور اشکالات ہوں۔ بہر حال ان لغزشوں اور 'لحن' نے لوگوں کو اس کے متعلق چارہ جوئی کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ انہیں خیال آیا کہ قرآن میں حروف پر نقطے اور اعراب لگائیں تاکہ حروف اچھی طرح پہچانے جا سکیں اور اپنے جیسے دوسرے حروف سے مشتبہ نہ ہوں۔ نیز حروف کی حرکات بھی مقرر ہو جائے۔

اعجام اور نقطہ گزاری

اعجام باب افعال کا مصدر ہے اور عربی زبان میں باب افعال کے ایک معنی سلب یعنی فعل کی جڑ کو نکال لینے کے ہیں جیسے اعجمت الکلام "کسی کلام سے سکتے اور ابہام کو دور کرنا۔ چنانچہ حروف پر نقطے لگانے اور ان پر زیر زبر لگانے سے کلام کا ابہام اور سکتہ ختم ہو جاتا ہے' اس لئے اس کو "اعجام" کہا جاتا ہے۔

شروع میں اعجام صرف نقطے لگانے سے انجام پاتا تھا اور اصلاح میں نقطہ گزاری کے دو ترتیبی معنی ہیں۔

ا۔ مشابہ حروف میں امتیاز کرنے کے لئے نقطہ گزاری جیسے ب ت اور ث کے نقطے

۲۔ لفظ کی حرکات کی نشاندھی کے لئے نقطہ گزاری۔ جیسے فتحہ کی حرکت کی نشاندھی کے لئے ایک نقطہ اس کے اوپر اور کسرہ کے لئے ایک نقطہ حرف کے نیچے اور ضمہ کے لئے حرف کے آگے یا درمیان میں لگادیتے تھے۔

قدماء بعض اوقات ان دونوں طریقوں کو ایک ساتھ اختیار کرتے اور مدور نقطہ لگاتے تاکہ حرف کی حرکت اور اس کا نقطہ دونوں واضح ہو جائیں۔

حرکات اور اعراب میں امتیاز کے لئے بھی نقطہ گزاری دو قسم کی تھی۔

۱۔ مدور طریقے سے نقطہ گزاری۔ اس سے قاری اپنے مصاحف میں اکثر استفادہ کرتے اور مشہور ہے کہ ابوالاسود دوئلی نے اس کو وضع کیا تھا۔

۲۔ خاص شکل جس کو شکل شعر بھی کہا جاتا ہے، جیسے مختلف علامت کہ جنہیں تشدید، ہمزہ، ضمہ، فتحہ اور کسرہ کہتے ہیں اور پہلی بار خلیل بن احمد نے ان کو وضع کیا۔ مثلاً تشدید کی علامت (ّ) کو لفظ 'شدید' کے اول حرف سے لیا، ضمہ دراصل چھوٹا 'واو' ہے جو حرف کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ جبکہ کسرہ چھوٹی 'ی' اور فتحہ چھوٹا 'الف' ہے جس کو حرف کے اوپر لگایا جاتا ہے۔

نحو و لغت کے علما اس ترتیب کو شعر اور لغات کے لئے استعمال کرتے، مگر قاریوں اور مصاحف کے نقطہ گزاروں نے اپنے سے پہلوں کی پیروی کرتے ہوئے قرآن کے لئے شروع میں اس سے استفادہ نہیں کیا۔

بے شک دونوں طریقوں سے مقصود ایک ہی جاتا تھا اور یہ دونوں صرف شکل و صورت میں ایک دوسرے سے مختلف تھے نقطہ گزاری مدور شکل میں تھی مگر جب ''شکل'' کہا جاتا تو اس میں ضم، فتح، ہمزہ اور شد بھی شامل ہوا کرتا تھا۔

اس میں اختلاف ہے کہ حروف میں امتیاز کرنے کے لئے کب سے نقطہ گزاری شروع کی گئی۔ یہ تو قدرتی بات ہے کہ ب، ی، ت، ث اور ج، ح، خ وغیرہ میں فرق کرنے کے لئے خود اہل زبان بھی کسی علامت کے محتاج تھے۔ ممکن ہے یہ علامات، حرکات کی علامات سے پہلے وجود میں آچکی ہوں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ مصاحف میں قرآن مجرد تھا۔ پہلی دفعہ 'ی' اور 'ت' کے حروف پر نقطے لگائے گئے اور کہا گیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ اس کا نور ہے۔ بعد میں آیت کے آخر میں نقطہ لگایا گیا اور بالآخر فواتح اور خواتم کا تعین کیا گیا۔ (۳)

پہلی نقطہ گزاری

دوسرے بہت سے معاملات کی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ قرآن میں پہلی بار نقطہ گزاری کب کی گئی؟ بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا! قرآن میں اعراب لگاؤ اور انکے غرائب کو فصیح کرو۔ آپؐ کے صحابہ کا یہ قول بھی بیان کیا گیا ہے جو قرآن کو پڑھتا ہے اور اس میں اعراب لگاتا ہے اس کو شہید کا درجہ ملے گا یا پھر عبداللہ بن مسعود نے کہا! قرآن کو اچھی طرح رکھو' اس کو خوش الحانی سے پڑھو اور اس میں اعراب لگاؤ کہ وہ عربی ہے۔(۴) یا قتادہ نے کہا قرآن میں پہلے نقطے لگاؤ اور پھر پانچ پانچ دس دس آیات میں علامت لگاؤ۔(۵)

ان روایات سے نتیجہ نکالا گیا ہے کہ نقطہ گزاری اور پانچ آیات اور دس آیات کا تعین اولاً پیغمبرؐ کے صحابہ کہ زمانے میں ہوا کیونکہ قتادہ خود تابعی ہے اور اس کی بات ان ہی کے متعلق ہے۔(۶)

ان ہی روایات کی سند سے خیال کیا گیا ہے کہ خود پیغمبرؐ کے زمانے میں بھی اصحاب سے اعراب قرآن میں غلطی صادر ہوتی تھی اور اسی وجہ سے الفاظ پر اعراب لگانے کو کہا گیا تھا۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ اگر روایت کی صحت فرض کی جائے تو جاننا چاہیے کہ اصحاب انوکھی باتوں (فہم غریب) کو اعراب کہتے تھے کیونکہ ان کے ذریعے وہ قرآن کے معنی کشف کرتے اور اشتباہ اور غلطی سے پیچھا چھڑا لیتے۔(۷)

مکہ اور مدینہ کے لوگ اپنے اپنے طور سے نقطہ گزاری کرتے تھے۔ بعد میں انہوں نے یہ روش ترک کر دی اور اہل بصرہ (ابوالاسود) کے طریقے کی پیروی کرنے لگے۔(۸) چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن میں کم سے کم یہ طریقہ پہلے رائج نہیں تھا۔

وہ لوگ جنہوں نے پہلے پہل اس کام میں پیش رفت کی اور قرآن میں اعراب لگائے۔ روایات کے مطابق وہ چار اشخاص ہیں :

ابوالاسود دوئلی' یحییٰ بن یعمر' نصر بن عاصم لیثی اور حسن بصری (۹)

مگر حسن بصری (۱۰) کو اس کام کے آغاز کرنے والوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ اس کام سے ان کو کراہت تھی۔(۱۱) ممکن ہے بعد میں انہوں نے اپنا خیال تبدیل کر لیا ہو (۱۲) اور اس سلسلے میں ان کا اس سے زیادہ حصہ نہیں ہے۔ چنانچہ حسن بصری شروعات میں قرآن میں اعراب لگانے والے گروہ میں نہیں گنے جا سکتے' مگر جن دوسرے افراد کے نام ہیں ان کے کام کی تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے۔

ابو الاسود دوئلی(۱۳)

اس میدان میں سبقت کرنے والے دوسرے شخص ابو الاسود دوئلی ہیں۔(۱۴) ان کے بارے میں مختلف انداز میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ مثلاً ابی ملکیہ کہتا ہے : حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک اعرابی مدینہ آیا اور فرمائش کی کہ کوئی اس کو قرآن پڑھ کر سنائے۔ کسی شخص نے اس کو سورہ براۃ سنائی' جب اس نے ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ (۱۵) کی قرائت کی تو لفظ رسولہ کو بجائے ضم لام سے پڑھنے کے کسر لام سے پڑھا۔ نتیجہ یہ کہ اس کے معنی بدل گئے (اللہ اور اس کا پیغمبر مشرکوں سے بیزار ہیں) اس کے بجائے معنی تبدیل ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں اور اپنے پیغمبر سے بیزار ہے (معاذ اللہ) یہی بات اس عربی شخص کی سمجھ میں آئی۔ یہ قصہ حضرت عمرؓ کے کانوں تک پہنچا اور جو غلطی ہوئی تھی اس سے آگاہ ہوئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ لوگوں کو صرف دانشور حضرات ہی قرآن سنایا کریں۔ پھر ابو الاسود سے فرمایا کہ وہ علم نحو کو وضع اور مرتب کریں۔(۱۶)

ابو الاسود کی داستان دوسرے انداز میں بھی بیان کی گئی ہے۔

ابو الاسود نے اصول علم نحو حضرت علیؑ سے سیکھا ہے۔(۱۷) اسی بناء پر اس علم میں اس کو بہت شہرت ملی۔ کچھ لوگوں نے اس سے یہ علم حاصل کیا جن میں سے ایک خراسان کا قاضی یحییٰ بن یعمر عدوانی اور دوسرا نصر بن عاصم لیثی تھا۔ ان دونوں نے بھی نحو' قرائت قرآن اور فنون ادب میں بہت مہارت حاصل کی تھی۔۔

اس زمانے میں بصرہ اور اس کے توابع کا والی زیاد بن سمیہ تھا۔(۱۸) عتبی کہتا ہے اموی خلیفہ معاویہ نے زیاد کو ایک خط لکھا اور عبید اللہ ابن زیاد کو شام اپنے پاس بلایا۔ معاویہ نے دیکھا کہ اس کی زبان بہت خراب ہے اور گفتگو میں غلطیاں (لحن) بہت ہیں۔ معاویہ نے اسے اس کے باپ کے پاس واپس بھیج دیا اور اپنے بیٹے کی تربیت میں کوتاہی پر اسے سرزنش کی۔ زیاد اپنے بیٹے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا تو ابو الاسود کو بلایا اور عربی زبان میں جن خرابیوں نے راہ پالی تھی ان کا ذکر کیا اور کہا کہ کتاب خدا میں اعراب لگادیں تاکہ لوگ غلطیوں سے کچھ کم دوچار ہوں۔ مگر ابو الاسود نے اس کام سے گریز کیا اور اس سے انکار کر دیا۔ مگر زیاد نے اپنا ارادہ ترک نہیں کیا اور ایک شخص سے کہا کہ راستے پر بیٹھ جاؤ۔ جب وہاں سے ابو الاسود گزرے تو بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرنا۔ مگر یہ مت ظاہر کرنا کہ انکو سنا رہے ہو۔ اس شخص نے یہی کیا اور آیت ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ کو لام کے کسرہ سے پڑھا۔

ابوالاسود یہ سن کر پریشان ہوئے اور کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عزیز تر ہے کہ وہ رسولؐ سے بیزاری کا اظہار کرے۔ پھر اسی وقت وہ زیاد کے پاس گئے اور کہا۔ میں تمہاری بات مانتا ہوں اور جو تم نے کہا تھا اس کو قبول کرتا ہو۔ میں نے قصد کیا ہے کہ قرآن میں اعراب لگانا شروع کروں، میرے پاس کاتب بھیجو۔

زیاد نے چند کاتب ان کے پاس بھیج دیئے۔ آپ نے ان میں سے ایک عبدالقیس کا انتخاب کیا اور اس سے کہا : مصحف کو اپنے ہاتھ میں لو اور سیاہ کے علاوہ کسی رنگ کو (سیاہی کے طور پر) تیار کرو۔ میں جب کسی حرف پر اپنے ہونٹوں کو کھولوں تو اس حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دو۔ (یعنی فتحہ) جب ہونٹوں کو بند کرنے لگوں تو اس حرف کے نیچے ایک نقطہ لگاؤ (یعنی کسرہ)۔ جب دونوں ہونٹوں کو بند کرلوں تو نقطے کو حرف کے درمیان ڈال دو (یعنی ضمہ) اور سکون کی علامت کو دو نقطہ قرار دیا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ قرآن پڑھنا شروع کیا اور وہ کاتب نقطے لگاتا چلا گیا۔ جب ایک صفحہ ختم ہو جاتا تو ابوالاسود اس پر نظر ثانی کرتے۔ اس طرح اس کام کو مکمل کیا اور سارے قرآن میں اعراب لگوا دیئے۔ نیز وہ علامات بھی جو ان سے منسوب ہیں انہوں نے وضع کیں۔ (۱۹) لوگوں نے اس طریقے کو پسند کیا اور اس بارے میں ان کی پیروی کی۔ بعد میں جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا۔ یہ طریقہ مقبول ہوتا گیا۔ اسی طرح تشدید کے لئے مدینہ کے لوگوں نے کمان ( ) کی طرح علامت وضع کی اور یہ کام آگے بڑھتا رہا۔ (۲۰)

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ابوالاسود نے یہ کام انجام دیا۔ مگر یہ واضح نہیں کہ زیاد (۲۱) کے حکم پر یا عبدالملک بن مروان (۲۲) کے فرمان پر انجام دیا تھا۔ یہ بات کہ انہوں نے از خود یہ کام کیا ہو کچھ معقول نہیں ہوتی۔ یہ ممکن ہے کہ جن لوگوں نے قرآن کی نقطہ گزاری کی۔ یہ ان میں پہلے آدمی ہوں (۲۳) مگر سب لوگ اس خیال پر نہیں ہیں۔

یحییٰ بن یعمر

ابن ابی داؤد دوسری ہی بات کہتا ہے۔ "پہلا شخص جس نے قرآن میں نقطہ گزرای کی ایک وہ یحییٰ بن یعمر تھا۔ (۲۴) کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین کے پاس ایسا مصحف تھا جس میں یحییٰ بن یعمر نے نقطہ گزاری کی ہوئی تھی۔ (۲۵) یحییٰ بصرہ کا مشہور قاری اور ایرانی النسل شیعہ تھا۔ (۲۶) مگر ہم جانتے ہیں کہ ابن سیرین نے ۱۱۰ھ میں وفات پائی تھی۔ (۲۷) اس لئے اس زمانے میں نقطہ گزاری والا قرآن اس کے پاس ہونے کو ذہن قبول نہیں کرتا۔ (۲۸)

نصر بن عاصم لیثی

تیسرا شخص جو قرآن کی نقطہ گزاری کے سلسلے میں صف اول میں شمار ہوتا ہے (۲۹) وہ نصر بن عاصم ہے۔ (۳۰) وہ اپنے دو استادوں ابو الاسود اور یحییٰ بن یعمر کا وفادار شاگرد تھا۔ ابن خلکان کہتا ہے۔ حجاج نے جب قرائت قرآن کی آشفتہ حالی دیکھی تو اپنے کاتبوں سے کہا کہ حروف مشابہ پر علامت لگاؤ کہ ان کا پڑھنا آسان ہو جائے۔ یہ کام ایک شخص نصر بن عاصم کے ہاتھوں شروع ہوا جس نے سرکاری خطوط لکھنے میں نقطے لگانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا کہ حرکات کی تشخیص ہو سکے۔ مگر چونکہ اس کے بعد غلطیوں کا امکان تھا اس لئے حرکات کا نقطہ گزاری کے ساتھ حروف پر نقطوں کا اضافہ بھی کیا گیا۔

اس کی عبارت اگرچہ ذرا پیچیدہ ہے مگر کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مقصد متشابہ حروف جیسے ب' ت' ث پر نقطہ گزرای تھی اور اسی کو اعجام کا نام دیا گیا۔ ابو احمد عسکری بھی اپنی کتاب "التصحیف" میں لکھتا ہے کہ نصر بن عاصم نے حجاج کے حکم پر متشابہ حروف پر علامت لگائی (۳۱) جاحظ اس سے بھی آگے بڑھ کر اپنی کتاب "الامصار (۳۲) میں کہتا ہے کہ نصر بن عاصم قرآن کا پہلا نقطہ گزار ہے اور اس کو نصر الحروف پکارا جاتا ہے۔ (۳۳) مگر ابو عمر والدانی کہتا ہے ممکن ہے بصرے کے لوگوں کے لئے یحییٰ اور نصر مصرف کے پہلے سے نقطہ گزار ہوں اور انہوں نے اس چیز کو ابو الاسود سے حاصل کیا ہو کہ وہی تھا جس نے حرکات اور تنوین کا کام کیا اور دوسرا کوئی نہیں ہے۔

ایرانیوں کا حصہ

آپ نے قرآن میں پہلے اعراب گزاروں کا ذکر پڑھا اور اس بارے میں جو اختلافات ہیں وہ بھی آپ کی نظر سے گزرے۔ اس کام کی بنیاد اور اس کی حقیقت کیا تھی' ابھی تک صحیح معلوم نہیں اور جیسا کہ علامہ دھخدا نے بھی اشارہ کیا ہے (۳۵) کہ اہل زبان کی نسبت غیر (عرب) لوگوں کو اعراب اور عربی قواعد کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ کام اسی وقت شروع ہوتا ہے جب اس کی احتیاج اور ضرورت ہو۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ممکن ہے ابو الاسود اور ان کے شاگرد یحییٰ بن یعمر ایرانی اور شیعہ ہوں۔ اعراب اور نقطہ گزاری کی مثال ان سے پہلے بھی موجود ہو۔

چنانچہ قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن کی قرائت کو آسان بنانے میں شاید ایرانیوں کا بھی کچھ حصہ ہو' اس پیشرفت میں جن لوگوں کا ہاتھ تھا ان میں ہم یزید فارسی کا بھی نام پڑھ چکے ہیں۔ اس کے بعد

بصرہ کے دانشور خلیل بن احمد کا ذکر بھی آیا ہے جو ایرانی النسل ہے۔(۳۶) وہ پہلا شخص ہے جس نے ہمزہ، تشدید، روم اور اشمال کو وضع کیا تھا۔(۳۷) گویا الفاظ کے حرکات کا طریقہ جو آج ہم دیکھتے ہیں یہ اسی کی یادگار ہے۔(۳۸)

ابو حاتم سجستانی (۳۹) بھی ایرانی تھا کہ جس نے قرآن کے رسم الخط پر ایک رسالہ تحریر کیا اور اس کا کچھ حصہ آج بھی موجود ہے۔(۴۰) ان کوششوں سے مصاحف کا رسم الخط اپنے کمال تک پہنچا اور تیسری صدی ہجری میں خوبصورتی اور زیبائی سے متصف ہوا۔

حرکات کے تعین کی تاریخ

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے، ان لوگوں میں ہر ایک جو اس کام میں اول کہلاتا ہے، اس کام میں اس سے پہلے بھی ضرور کچھ پیش رفت ہوئی تھی۔ خط عربی میں بھی پہلے کچھ کام ہو چکا تھا اور ان کی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے اس طریقے سے قرآن میں استفادہ کیا جیسا کہ ہم دیکھ چکے کہ زیاد بن ابو سفیان نے ابو الاسود سے کہا کہ قرآن میں نقطہ گزاری کریں۔(۴۱) الفاظ کے اعراب کے لئے نقطوں سے نشان لگانے کا طریقہ قدیم کلدانیوں سے طریقہ لیا گیا تھا۔ عراق کے کلدانی یا ان کے ہمسایہ سریانی اسم، فعل اور اوپر نیچے کے حروف کی پہچان کے لئے نقطے لگاتے تھے۔ مگر ابو الاسود حرکات کے تعین کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ عام طور سے معروف نہیں تھا یا لوگ بھول چکے تھے اور اس کا رواج باقی نہیں رہا تھا تاہم اس بات کا امکان ہے کہ انہوں نے یہ طریقہ کلدانیوں سے لیا ہو اور قرآن کے لئے اس سے استفادہ کیا۔

سریانی خطوط دراصل فینقی حروف تہجی سے لئے گئے تھے اور ان میں حروف کے حرکات کی علامات نہیں ہوتی تھیں۔ سریانی مدتوں ایسے حروف میں لکھا کرتے جن میں ان کی حرکات کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔ یہ لوگ جب عیسائی ہوئے تو کلیسا میں انجیل پڑھنے کے لئے ان کو غلط تلفظ سے پاک تحریر پڑھنے کی ضرورت پیش آئی۔ کتاب مقدس کا غلط پڑھا جانا ان کے نزدیک بہت بڑا گناہ تھا اور بعض اوقات کفر اور زندقہ تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے حروف کے اوپر نیچے نقطے لگانے شروع کئے اور یہ چیز سریانی عیسائیوں کی نسطوری اور یعقوبی میں تقسیم سے پہلے ہو چکی تھی۔ چنانچہ نسطوریوں کے یہاں اس میں بہت پیشرفت ہوئی اور یہ تمام سریانی تحریروں میں رواج پا گیا۔(۴۲) عبرانیوں نے بھی سریانیوں کا یہ طریقہ اپنایا اور اپنی مذہبی کتابوں میں نقطہ گزاری شروع کر دی۔(۴۳) اس طرح سامی قوم کے ان

تین گروہوں (سریانی عرب' عبرانی) نے اپنی تحریروں میں حروف کا حرکات کے لئے یہ رسم اپنالی۔

ہم نے ابوالاسود کا طریقہ دیکھا کہ وہ الفاظ کے آخر میں اعراب اور تنوین کی جگہ نقطہ نقطہ گزاری کرتے تھے۔(۴۴) اگلی صدی میں خلیل بن احمد کی باری تھی' انہوں نے دوسری علامات جیسے ہمزہ اور تشدید وضع کی۔(۴۵) لوگوں نے اس کی پیروی کی اور اگر کچھ دوسرے طریقے رائج تھے تو وہ ختم ہو گئے۔ شروع میں اس طریقے کی مخالفت ضرور ہوئی مگر بعد میں مروج ہو گیا۔ اس زمانے میں نقطوں کی متن کی سیاہی کے علاوہ کسی دوسرے رنگ سے لگاتے تھے۔ قرآن کے قدیم ترین نسخوں میں سے جو ایک ملا ہے وہ قاہرہ کے نزدیک جامع عمرو عاص میں تھا اور وہ چمڑے کے بڑے بڑے ٹکڑوں پر خط کوفی میں لکھا ہوا تھا۔ اس میں ابوالاسود کا طریقہ کار نظر آتا ہے یعنی قرآن کا متن سیاہ روشنائی سے اور نقطے سرخ روشنائی سے لگائے گئے ہیں۔ نقطہ اگر حرف کے اوپر ہو تو فتحہ کی علامت ہے' نیچے ہو تو کسرہ کی اور درمیان میں ہو تو گویا ضمہ کی علامت ہے۔

-----☆ ☆ ☆ ☆ ☆-----

حوالہ جات

(۱) کتاب المصاحف ابن داؤد : ۳۲-المحکم فی نقط المصاحف۔ ابو عمرو لدانی۔ طبع دمشق ۱۹۶۰ء ص ۱۸۵' المقنع فی معرفۃ رسم مصاحف الامصار طبع استانبول ۱۹۳۲ء ص ۲۴' الاتقان فی علوم القرآن۔ طبع سوم حلبی بابی ا۔ ۸۲ انوع ۴۱ تنبیہات۔

(۲) ابن خلکان۔ وفیات الاعیان۔ طبع ۱۳۱۰ قاہرہ ا۔ ۱۲۵ (۳) دانی المحکم ۲

(۴) قرطبی۔ الجامع الاحکام القرآن ا۔ ۲۳ (۵) دانی۔ المحکم ۲

(۶) المحکم فی نقط المصاحف ۳ (۷) ترجمہ اعجاز قرآن رافعی : ۵۳

(۸) المحکم۔ ۷-۹ (۹) الاتقان ۲۔ ۱۷ انوع ۷۶ مسئلہ

(۱۰) حسن بن ابی الحسن بصری بزرگ تابعی' دانشور زاہد اور اپنے زمانے کے فصحا میں سے تھے۔ ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ خلاصہ تذہیب الکمال ۲۶ (۱۱) کتاب المصاحف ۱۴۱۔ المحکم ۱۱

(۱۲) الاتقان ۲۔ ۱۷ اوالمصاحف ۱۴۲ و ۱۴۳

(۱۳) ابوالاسود دئلی۔ ان کے نام' ان کے باپ کے نام' سال وفات اور ان کے کاموں کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔ ظالم بن عمرو بن سفیان زیادہ مشہور ہے۔ ان کو حضرت علیؑ بن ابی طالب کی مصاحبت ملی تھی اور وہ بصرہ میں حدیث اور فقہ کے علوم میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ان کا سال وفات ۶۹ھ سے ۱۰۱ھ (۶۸۸ء سے ۷۲۰ء) تک بتایا گیا ہے۔ (یہ ۳۱ سال کا فرق ہے) وہ شاید بصرہ کے قریب رہنے والے ایرانی دہقانی ہیں۔ اس زمانے میں عرب اکابر اپنے بچوں کے لئے استاد اور مربی کی حیثیت سے ایرانیوں کا انتخاب کرتے۔ یہ زیاد بن ابیہ کی اولاد کے معلم تھے۔ دھخدا۔ لغت نامہ۔ لفظ 'ابوالاسود۔ طبقات۔ ابن سعد ۷ قسم ا۔ ۷۰' العشر والعشراء۔ ابن قتیبہ ۷۵۴ (یا ۷۰۷)' الاغانی ۱۱۔ ۱۰۵۔ طبع بولاق۔ الارشاد۔ یاقوت ۴۔ ۲۸۰۔ تاریخ دمشق۔ ابن عساکر ۷۔ ۱۰۴' خزانۃ الادب ا۔ ۱۳۶۔ از تاریخ الادب العربی۔ بروکلمن ا۔ ۱۷ ا۔ اسد الغابۃ ۳۔ ۶۹' الاصابۃ ۳۔ ۳۰۴' تاج العروس (دال)'

تہذیب التہذیب ۱۲۔ ۱۰ ٗ جمہرۃ الانساب۔ ۱۷۵ ٗ علامہ تہذیب الکمال۔ ۳۸۱ ٗ ابن خلکان ا۔ ۲۴۰ ٗ روضات الجنات۔ ۳۴۱۔ شذرات الذہب ا۔ ۱۴۔ طبقات القراء۔ ابن جزری ا۔ ۳۴۵ ٗ المزہر ۲۔ ۳۹۷ ٗ ۴۱۸ ٗ ۴۶۱ ٗ المعارف۔ ۱۹۲ ٗ معجم الادباء ۱۲۔ ۳۴۔ از انباہ الرواۃ ا۔ ۱۳

ENCYCLOPEDIE DE ISLAM LEYDEN 1913 SUIV (ART ABU-ASWAD) 1.80

(۱۴) البرھان فی علوم القرآن ا۔ ۲۵۰ ٗ ۲۷۸۔ الاتقان ۲۔ ۱۷ انوع ۷۶ مسئلہ۔

(۱۵) سورہ ۹ براۃ۔ آیت ۳

(۱۶) جامع الاحکام۔ قرطبی ا۔ ۲۴ ٗ المحکم۔ صفحہ ۴ حاشیہ ۲۔ نقل از کتاب الایضاح فی الوقت والابتداء۔ ابی بکر بن انباری۔ (م ۳۲۷) نسخہ خطی شمارہ ۳۵۔ قرائت دار الکتب ظاہریہ۔ دمشق۔ ۱۵-۱۶

(۱۷) ابن خلکان۔ دفیات الاعیان ا۔ ۲۴۰ ٗ معجم الادباء۔ یاقوت ۱۴۔ ۴۹ ٗ نزہۃ الالباء ۵ ٗ انباہ الرواۃ ا۔ ۴ اور ۱۵ ٗ طبقات القراء۔ ابن جزری ا۔ ۳۴۶

(۱۸) زیاد بن سمیہ یا زیاد بن عبید یا زیاد بن ابیہ یا زیاد بن ابی سفیان۔ اس کی ماں سمیہ ایرانی النسل اور حارث بن کلدہ کی کنیز تھی۔ سمیہ اتفاق سے کلدۃ تک پہنچی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کو بنی ثقیف کے ایک رومی غلام عبید سے نسبت دیتی تھی۔ مگر زمانہ جاہلیت میں جو سنت لحاق جاری تھی ٗ معاویہ نے اس کے مطابق اس کو اپنا بھائی اور ابو سفیان کا بیٹا قرار دیا۔ ۱۶۰ھ میں عباسی خلیفہ مہدی نے زیاد کے خاندان کی قریش سے نسبت کو رد کر دیا۔ زیاد ہوشیار ٗ زیرک اور تیز آدمی تھا ٗ جب حضرت عمرؓ کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ بصرہ کا والی بنا تو زیاد اس کا منشی تھا اور پھر حضرت علیؓ کے زمانے میں والی فارس بنا۔ وہ معاویہ کی خلافت سے باغی ہو گیا مگر مغیرہ نے دوستی کا پاس کرتے ہوئے اس کو امان دی اور بات یہاں تک آگے بڑھی کہ معاویہ نے اس کو اپنا بھائی اور ابو سفیان کا بیٹا تسلیم کر لیا اور بصرہ کی حکومت اس کے حوالے کی۔ زیاد کسی بھی سختی اور زیادتی کو خاطر میں نہیں لاتا ٗ وہ اپنے کام میں اس قدر پختہ ہو گیا کہ جب تک ۵۳ھ کے طاعون میں مرا نہیں۔ اس وقت تک معاویہ اپنے بیٹے یزید کو جانشینی کے لئے مقرر نہ کر سکا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے مثال پر کتاب لکھی۔ فہرست۔ ابن الندیم ۸۹ ٗ المعارف۔ ابن قتیبہ ۲۷۶ ٗ تہذیب الاسماء واللغات۔ نووی ا۔ ۲۵۹۔

(۱۹) انباہ الروۃ۔ قفطی ا۔ ۵ ٗ اخبار النحوین۔ سیرانی۔ ۱۶ ٗ المحکم فی نقط المصاحف ۳۔ ۷۔ تاریخ قرآن نولڈ کے ۳۔ ۲۶۱

NOLDEKE : DIE, GESEHICHTE DES ORANTEXTS, LEIPZIG 1938 S.261.

(۲۰) نقطہ گزاری کے طریقے کے لئے ملاحظہ کریں۔ کتاب المصاحف ۱۴۴ ٗ المحکم فی نقط المصاحف۔۔ ۱۹۴۹ء

(۲۱) البرہان فی علوم القرآن ا۔ ۲۵۱ ٗ المحکم۔ ۳ ٗ انباہ الرواۃ۔ ۵

(۲۲) مقدستان۔ مقدمہ ابن عطیہ بر تفسیر الجامع المحرر۔ ۲۷۶

(۲۳) BLACHER; INTRODUCTION AU CORAN P.80 NOTE 103

(۲۴) کتاب المصاحف۔ ۱۴۱ ٗ المحکم۔ ۵ ٗ الاتقان ۲۔ ۱۷۱

(۲۵) یحییٰ تقریباً ۴۵ھ میں بصرے میں پیدا ہوا۔ ایک عرصے تک عراق میں رہا پھر خراسان ہجرت کر گیا ٗ وہ شیعان علیؓ میں شمار ہوتا تھا ٗ شاید اسی لئے حجاج نے اس کو خراسان جانے پر مجبور کیا۔ وہ ایک مدت تک مرو کا قاضی رہا اور ۱۲۹ھ میں وفات پائی۔ دفیات الاعیان ۲۔ ۲۲۶ ٗ طبع ۱۳۱ ٗ غایۃ النہایہ فی طبقات القراء ۳۸۱ ٗ بغیۃ الوعاۃ ۴۱۷

(۲۶) دفیات الاعیان ۳۔ ۲۲۷ ٗ البرہان ا۔ ۲۵۰ ٗ قرطبی ا۔ ۶۳ ٗ مقدستان ۲۷۶

(۲۷) ابوبکر محمد بن سیرین بصری اپنے زمانے میں علوم دین کے پیشواما نے جاتے تھے۔ تہذیب التہذیب ۹۔ ۲۱۴

(۲۸) BLACHERE INTRODUCTION AU CORAN : P.82

(۲۹) تلخیص۔ ابن کلثوم۔ ۲۶۰۔ الاتقان ۲۔ ۱۷۱' انباہ الرواۃ ۳۔ ۳۴۳

(۳۰) نصر بن عاصم بصرے کا قاری اور معروف فصحائے عرب میں سے تھا۔ ۸۹ھ یا ۹۰ھ میں ولید بن عبدالمالک کے زمانے میں وفات پائی۔ بغیۃ الوعاۃ۔ ۴۰۳' طبقات القراء۔ ابن جزری ۲۔ ۳۳۶' تہذیب التہذیب ۱۰۔ ۴۲۷'' معجم الادباء ۱۹۔ ۲۲۴

(۳۱) ابن خلکان اس کو نقل کرتا ہے۔ ج ۱ ص ۱۲۵ طبع ۱۳۱۰۔ لغت نامہ۔ دھخدا ۲۴۱۔ ۲۹۸' حجاج'

(۳۲) شاید کتاب الامصار و عجائب البلدان۔ جاحظ ہو جس کا سعودی عرب نے مروج الذہب (ج ۱۔ ۲۰۶ طبع پیرس) میں اشارہ کیا ہے۔

(۳۳) البرہان ۱۔ ۲۵۱' مقدستان۔ ۲۷۶

(۳۴) ابو عمرو الدانی۔ المحکم ۶

(۳۵) دھخدا ۱۔ لغت نامہ۔ لفظ ابوالاسود

(۳۶) ابو عبدالرحمٰن خلیل بن احمد۔ عربی علم نحو کا حقیقی موسس۔ علم عروض کا ایجاد کنندہ۔ دانشور جس نے ۱۶۰ھ یا ۱۷۰ھ یا ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔ اخبار النحوین سیرانی۔ ۳۸ انباہ الرواۃ ۱۔ ۳۴۱' تہذیب التہذیب ۳۔ ۱۶۳' ارشاد لاریب۔ یاقوت ۶۔ ۲۲۳' معجم الادباء ۱۱۔ ۷۲' الانساب۔ سمعانی ۲۱۴ ب۔ الاشتقاق۔ ابن درید۔ ۲۹۲ لسان العرب ۴۔ ۲۳۳' ابن خلکان ۱۔ ۱۷۲ (شمارہ ۲۰۶) روضات الجنات۔ ۲۷۲' المزہر ۲۔ ۴۰۱' بغیۃ الوعاۃ۔ سیوطی۔ ۲۴۳

(۳۷) کتاب النقط۔ ابو عمرو الدانی۔ ۱۲۳' الاتقان ۳۔ ۱۷۱ نوع ۷۶ مسئلہ

GESCHICHTE DES QORANTEXTS. 262 (CF. BLACHERE. INTR. COR. 97)

(۳۸) کتاب النقط۔ ابو عمرو الدانی۔ ۱۳۳' الاتقان ۳۔ ۱۷۱ طبع سوم حلبی و ۲۔ ۲۹۰' طبع حجازی نوع ۷۶ مسئلہ۔ کہا گیا ہے کہ اعراب گزاری اور علامات قرائت کو سریانی نمونوں سے حاصل کیا گیا تھا۔

BERGSTRASSER - PEATZAL : GECHI-CHTE DE QORANTEXTS S. 262. BLA-CHERE : INTRODUCTION AU CORAN P. 97.

(۳۹) ابو حاتم سہل بن محمد بن عثمان سجستانی (سیستانی) ابو عبید ہروی کے بعد اصمعی کا دوسرا مشہور شاگرد تھا۔ بصرہ میں ۲۵۰ھ یا ۲۵۵ھ (۸۶۴ یا ۸۶۹ء) میں وفات پائی۔ بہت سی کتابیں اس سے منسوب ہیں۔ مثلاً المعمرین والاضداد والنخل والطیر والقرات الکبیر۔ انباہ الرواۃ ۲۔ ۵۸' اخبار النحوین۔ سیرانی' ۹۳' بغیۃ الوعاۃ' ۲۶۵' تاریخ اسلام۔ ذہبی دفیات ۲۵۰' تہذیب التہذیب ۴۔ ۲۵۷' ابن خلکان ۱۔ ۲۱۸' شذرات الذہب ۳۔ ۱۲۱ طبقات القراء ابن جزری ۱۔ ۳۲۰' الفہرست۔ ۵۸ (طبع مصر ص ۹۲) معجم الادباء ۱۱۔ ۲۶۳' ارشاد۔ یاقوت ۴۔ ۲۵۸' تاریخ الادب العربی ۲۔ ۱۵۹۔ وہ جشم کے قبیلے سے منسوب ہے اور اس نام کے بہت سے قبائل ہیں۔ ابن خلکان کہتا ہے نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے کس قبیلے سے متعلق ہے۔

(۴۰) کتاب المصاحف۔ ۱۴۴' مقدمہ بلاشر ۹۷

(۴۱) البرہان فی علوم القرآن ۱۔ ۲۵۱' المحکم ۳' انباہ الرواۃ ۱' ۵

(۴۲) محاضرات غویدی ۸۳۔ ۸۴' اللمعۃ الشہیہ۔ ۱۶۲' قصۃ الکتابۃ العربیۃ۔ ۴۹' فقہ اللغۃ۔ وافی ۵۹۔ ۶۶' ۱۷۴

(۴۳) تاریخ اللغات السامیہ ۲۰۳' فقہ اللغۃ۔ وافی ۵۳' دروس اللغۃ العربیہ ۶۵

(۴۴) انباہ الرواۃ۔ قفطی ۱۔ ۵' اخبار النحوین۔ سیرانی ۱۶۱' المحکم فی نقطۃ المصاحف' ۳۔ ۷ ہر ایک کو نئے انداز سے کہا ہے۔ نولڈ کے کی تاریخ قرآن ۳۔ ۲۶۱ بھی ملاحظہ کی جائے۔

(۴۵) کتاب النقط۔ ابو عمرو الدانی ۱۳۳' الاتقان ۳۔ ۱۷۱' نوع ۷۶ مسئلہ